ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:15 جنوری 1954

وائس چانسلر، اُتکل یونیورسٹی ودیگراں

بنام

ایس کے گھوش ودیگراں

[مہرچند مہاجن چیف جسٹس، مکھرجی، ایس آر داس، ویوین بوس اور غلام حسن جسٹس صاحبان]

آئین ہند آرٹیکل 226- حکم امتناعی پٹیشن-عدالت عالیہ- آیا خود کو عدالت مرافعہ کے طور پر تشکیل دیا جاسکتا ہے-یونیورسٹی سنڈیکیٹ کی طرف سے منظور کردہ قراردادیں-جوازیت-سب کو میٹنگ کا نوٹس جاری کر دیا گیا-واجب الادا نوٹس کی کمی معاف کر دی گئی- قانون کی روح کے ساتھ کافی تعمیل۔

موجودہ معاملے میں یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے دو اجلاس ہوئے، جو بارہ اراکین پر مشتمل تھے۔دونوں اجلاسوں کے مناسب نوٹس تمام اراکین کو جاری کیے گئے لیکن ایک رکن نے ایک اجلاس میں شرکت نہیں کی اور دیگر رکن نے دوسرے اجلاس میں شرکت نہیں کی۔عیب یہ تھا کہ موجودہ کیس کا موضوع کسی بھی میٹنگ کے ایجنڈے میں شامل نہیں تھا لیکن دونوں نوٹسوں کے ایجنڈے میں ایک آئٹم "دیگر معاملات، اگر کوئی ہوں" تھا۔اس موضوع میں امتحان کے پرچوں کا افشاء ہونا اور نتائج کی منسوخی شامل تھی۔موجود افراد نے دونوں مواقع پر متفقہ طور پر قرارداد منظور کی۔عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ دونوں مقدمات میں نوٹس کی کمی نے قراردادوں کو کالعدم قرار دے دیا اور ایک حکم امتناعی جاری کیا جس میں سنڈیکیٹ کو نتائج کی اشاعت کے لیے اقدامات کرنے کی ہدایت کی گئی:

حکم ہوا کہ، مقررہ نوٹس کی کمی کو دیئے گئے حالات میں معاف کیا جاسکتا ہے۔موجودہ معاملے میں دونوں غیر حاضر افراد نے درحقیقت ایک یا دوسرے اجلاس میں شرکت کی اور انفرادی طور پر نہیں بلکہ ایک ایسے اجلاس کے رکن کے طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا جو اس معاملے پر غور کر رہا تھا اور دونوں مواقع پر اتفاق رائے تھا۔ مادہ شکل سے زیادہ اہم ہے اور اگر قانون کی روح اور مادہ کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ساتھ خاطر خواہ تعمیل ہو تو شکل میں ایک غیر ضروری نقص کو اس بات کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے کہ وہ ایک مناسب اور درست حل ہو۔ جیسا کہ موجودہ معاملے میں، مناسب طریقے سے بلائے گئے اجلاسوں میں بغیر کسی اعتراض کے حقیقی پیشی ہوتی تھی اور دونوں مواقع پر مکمل اتفاق رائے تھا کہ دونوں قراردادیں غلط نہیں تھیں کیونکہ ہر ایک کے بارے میں جو بھی الگ سے سوچا جا سکتا ہے، اگر کوئی نقائص ہیں، تو وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں جب دونوں کو ایک ساتھ پڑھا جائے اور مجموعی طور پر سمجھا جائے۔

مزید حکم ہوا کہ حکم امتناعی پٹیشن میں عدالت عالیہ خود کو اس اتھارٹی کی طرف سے اپیل عدالت میں تشکیل نہیں دے سکتی جس کے خلاف اپیل طلب کی گئی ہے۔ یہ عدالتوں کا کام نہیں ہے کہ وہ اپنی دانشمندی اور صوابدید کو ان افراد کے لیے تبدیل کریں جن کے فیصلے کے لیے زیر بحث معاملہ قانون کے ذریعے سونپا گیا ہے۔

موجودہ اس قسم کا معاملہ نہیں تھا جس میں حکم امتناعی جاری کیا جانا چاہیے۔

رادھا کشن بنام میونسپل کمیٹی، کھنڈوا (61 آئی اے 125) اور ینگ بنام لیڈیز امپیریل کلب(L.J.K.B 56389) کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 7، سال 1952۔

متفرق عدالتی مقدمہ نمبر 80، سال 1951 میں اڑیسہ کی نظام عدلیہ کی عدالت عالیہ کے 9 اور 17 اگست 1951 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، اور عدالت عظمی کی اپیل نمبر 15، سال 1951 میں 20 اگست 1951 کے حکم سے، مذکورہ عدالت عالیہ کی فائل پر۔

اپیل گزاروں کے لیے ڈاکٹر بکشی ٹیک چند (جی سی ماتھر اور ایچ مہاپاترا، ان کے ساتھ)۔

این سی چٹرجی (وی ایس ساہنی اور آر پٹنائک، ان کے ساتھ) جواب دہندگان نمبر 1-8، 16-10، 23-18 اور 25-34 کے لیے

15.1954 جنوری۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس بوس نے سنایا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

یہ اپیل اڑیسہ کی اتکل یونیورسٹی کے کچھ طلباء کی طرف سے کٹک میں اڑیسہ کی عدالت عالیہ میں کی گئی درخواست سے پیدا ہوتی ہے جس میں یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور اس سے منسلک کچھ دیگر افراد کے خلاف آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت حکم امتناعی طلب کیا گیا تھا۔

یونیورسٹی کی جانب سے ہمارے سامنے دیے گئے ایک عہد نامے کے پیش نظر، مسئلے کے سوالات اپنی زیادہ تر عملی اہمیت کھو دیتے ہیں اور صرف اصول کے دو سوالات باقی رہ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہم ان معاملات کا جائزہ لینے کا ارادہ نہیں رکھتے جو کسی بھی حد تک پیدا ہوتے ہیں۔

حقائق حسب ذیل ہیں۔ یونیورسٹی کے پہلے M.B.B.S امتحان میں اناٹومی کو اس کے مضامین میں سے ایک کے طور پر شامل کیا گیا۔ اس امتحان کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ نظریاتی حصہ، جو لکھا گیا تھا، 9 اور 10 اپریل 1951 کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ مشقی 19 ویں کے لیے اور زبانی امتحان 20 ویں کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔

9 تاریخ کی صبح 7 بجے، امتحان شروع ہونے سے پہلے، ایوان کے ایک رکن کو بتایا گیا کہ سوالات افشاء ہوئے ہیں اور اسے ایک کاغذ دیا گیا جس کا عنوان "اشارے" تھا۔ انہوں نے فوری طور پر ایوان کے تین دیگر اراکین سے رابطہ کیا اور ان "اشارے" کی کاپیاں ان کے حوالے کیں۔ تین ممبران جناب جسٹس جگناد ھاداس، جناب پردھان، اڑیسہ میں پبلک انسٹرکشن کے ڈائریکٹر، اور جناب لنگراج مشرا، وزیر تعلیم تھے۔ اس وقت وائس چانسلر کو مطلع نہیں کیا گیا اور نہ ہی مزید کوئی کارروائی کی گئی۔ امتحان مقررہ تاریخوں پر طے شدہ شیڈول کے مطابق جاری رہا۔

وائس چانسلر کو 19 تاریخ کو مطلع کیا گیا۔ انہوں نے فوری طور پر میڈیکل کالج کے پرنسپل لیفٹیننٹ کرنل پاپاٹلا سے کہا کہ وہ اس معاملے کو دیکھیں۔ یہ کیا گیا اور لیفٹیننٹ کرنل پاپاٹلا نے 20 تاریخ کو ایک رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے "اشارے" کا موازنہ سوالیہ پرچہ سے کیا اور اس بات پر غور کیا کہ ان کے درمیان مماثلت اس نتیجے کو درست ثابت کرتی ہے کہ افشائی ہوئی تھی۔

ایسا ہوا کہ کچھ دیگر معاملات پر غور کرنے کے لیے 21 تاریخ کو یونیورسٹی سنڈیکیٹ کا ایک عام اجلاس بلایا گیا تھا۔ یہ سوال ایجنڈے میں نہیں تھا لیکن آخری آئٹم تھا، "دیگر معاملات، اگر کوئی ہوں"۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

وائس چانسلر نے صدارت کی اور انہوں نے موجود اراکین کو بتایا کہ کیا ہوا ہے۔ انہوں نے میٹنگ شروع ہونے سے پہلے ہی 21 تاریخ کو اس بارے میں ایک نوٹ تیار کر لیا تھا۔ حقائق بیان کرنے کے بعد نوٹ نے نتیجہ اخذ کیا-

"میں سنڈیکیٹ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے پر بحث کرے کیونکہ M.B.B.S نتائج کی اشاعت شروع کرنے سے پہلے یہ ایک اہم اور فوری بات ہے جو بھی تیار ہیں، حالانکہ یہ موضوع ایجنڈے میں نہیں ہے۔"

امتحان کے نتائج مرتب کرنے والے ایگزامینرز کی مجلس کی رپورٹ میٹنگ سے کچھ وقت پہلے 21 تاریخ کی صبح موصول ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ زیر بحث امتحان میں سینتیس طلباء نے شرکت کی تھی۔ ان میں سے ستائیس پاس ہوئے اور دس تحریری امتحان میں فیل ہوئے اور وہی دس، اور ایک اور (گیارہ بنا کر)، مشقی اور زبانی امتحان ٹیسٹ میں فیل ہوئے۔ نتیجے میں، سینتیس میں سے گیارہ ناکام ہوئے اور چھبیس پاس ہوئے۔ حکم امتناعی کے لیے درخواست ان چھبیس افراد نے کی تھی جو پاس ہوئے تھے اور آٹھ ناکام ہوئے تھے: مجموعی طور پر چونتیس۔

سنڈیکیٹ نے لیفٹیننٹ کرنل پاپاٹلا کو تفصیل سے سنا اور تین دیگر افراد کا بھی معائنہ کیا، یعنی جناب بھیرب چندر مہنتی، جنہوں نے سب سے پہلے معلومات دیں، ڈاکٹر آر کے مہنتی، M.B.B.S کے اندرونی معائنہ کار اور ڈاکٹر ایس ایم بنرجی، ایگزامینرز کی مجلس کے صدر۔ (سنڈیکیٹ کے دو ارکان اناٹومی کے قابل تھے، یعنی لیفٹیننٹ کرنل پاپاٹلا اور ڈاکٹر ایس این آچاریہ، سول سرجن)۔ تقریباً چھ گھنٹے تک سوال پر غور و فکر کرنے کے بعد، موجود اراکین نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

"کہ تفتیش کے بعد، سنڈیکیٹ مطمئن ہے کہ اناٹومی میں سوالات افشاء ہوئے ہیں اور اناٹومی کے امتحان کا نتیجہ منسوخ کر دیا جائے اور اس موضوع کا ایک اور امتحان 7 مئی 1951 سے شروع کیا جائے۔"

سنڈیکیٹ بارہ اراکین پر مشتمل ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک کے علاوہ تمام جناب پردھان، ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن، میٹنگ میں موجود تھے۔ موجود افراد نے متفقہ طور پر قرارداد منظور کی۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ جناب پردھان کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ یہ ان معاملات میں سے ایک ہے جس پر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میٹنگ میں غور کیا جائے گا۔ یہ ان بنیادوں میں سے ایک ہے جس پر اس قرارداد کی صداقت پر حملہ کیا جاتا ہے۔

کامیاب امیدواروں نے قرارداد کے خلاف احتجاج کیا اور سنڈیکیٹ سے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کو کہا۔ یہ 26 تاریخ کو تھا۔ وائس چانسلر نے پہلے ہی دوسرے معاملات پر غور کرنے کے لیے 28 تاریخ کو سنڈیکیٹ کا ایک اور اجلاس طلب کیا تھا۔ ایک بار پھر، اسے ایجنڈے میں نہیں رکھا گیا لیکن وائس چانسلر نے اسے پہلے کی طرح از خود لایا۔ پھر، بارہ میں سے گیارہ موجود تھے لیکن اس بار غیر حاضر ڈاکٹر ایم مانسنہا تھے جنہوں نے پچھلی قرارداد کی منظوری دی تھی۔ سابق غیر حاضر جناب پردھان اس میٹنگ میں موجود تھے۔ دوسری بار فیصلہ متفقہ تھا اور تمام گیارہ نے سابقہ قرارداد پر نظر ثانی کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر مانسنہا جو وہاں نہیں تھے انہیں معلوم نہیں تھا کہ اس سوال پر دوبارہ غور کیا جائے گا۔

عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے فیصلہ دیا کہ دونوں مقدمات میں نوٹس کی کمی قراردادوں کو کالعدم قرار دیتی ہے۔ انہوں نے اپنے لیے حقائق کا جائزہ لیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگرچہ ثبوت کچھ افشائی کے امکان کی نشاندہی کرنے کے لیے کافی ہیں، لیکن "مقدار اور افشائی کے طول و عرض کے ثبوت کی عدم موجودگی میں سنڈیکیٹ کے لیے اس طرح کی سخت قرارداد منظور کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔" ان کا مؤقف تھا کہ سنڈیکیٹ نے غیر معقول اور بغیر کسی مناسب کیس کے کام کیا تھا۔ اس لیے انہوں نے ایک حکم امتناعی جاری کیا جس میں سنڈیکیٹ کو نتائج کی اشاعت کے لیے اقدامات کرنے کی ہدایت کی گئی۔

وائس چانسلر و دیگر اس اپیل کرتے ہیں۔

امتحانات کو کنٹرول کرنے، نتائج کی جانچ پڑتال کرنے، مناسب وجوہات کی بناء پر امتحان کو کالعدم قرار دینے اور ضرورت پڑنے پر دوبارہ امتحان کا حکم دینے کا سنڈیکیٹ کا حق متنازعہ نہیں تھا۔ ضمانت کے پیش نظر صرف دو نکات پر بحث کی گئی جن کا فیصلہ عدالت عالیہ نے یونیورسٹی کے خلاف کیا۔

کئی انگریزی حکام کا حوالہ دیا گیا کہ اسے حاصل کرنے کے حقدار ادارے کے ایک رکن کو بھی نوٹس دینے میں غلطی کا اثر، خاص طور پر رادھا کرشن جے کشن بنام میونسپل کمیٹی، کھنڈوا[1] میں پریوی کونسل کا فیصلہ۔ ہم کسی بھی حد تک عمومی اصول کا جائزہ لینا ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ ہماری

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

رائے میں یہ معاملہ اپنے حقائق پر مبنی ہے۔ یہ اچھی طرح سے ہو سکتا ہے کہ جب نوٹس کے بارے میں کوئی قانونی تقاضہ ہو تو قانون کی توضیعات سے گریز یا نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے، حالانکہ ہم یہ پوچھ گچھ کرنے سے باز نہیں آتے کہ کیا ایسا ہے کہ جب کسی غیر آئینی ادارے کی تشکیل کے لیے نوٹس دینے کی ضرورت ہوتی ہے، تو پھر بھی اصول میں کوئی نرمی نہیں کی جا سکتی۔

ہمارے سامنے پیش کیے گئے مقدمات میں سخت اصول کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ یونیورسٹی جیسا مربوط ادارہ ایک قانونی ادارہ ہے لیکن اس کا نہ تو زندہ ذہن ہے اور نہ ہی آواز۔ یہ صرف ایک رسمی قرارداد کے ذریعے باضابطہ طریقے سے اپنی مرضی کا اظہار کر سکتا ہے اور اس لیے اپنی کارپوریٹ صلاحیت میں صرف اپنے آئین کے ذریعہ مقرر کردہ انداز میں مناسب طریقے سے زیر غور، عمل میں لائی گئی اور باضابطہ طور پر درج کردہ قراردادوں کے ذریعے ہی کام کر سکتا ہے۔ اگر اس کے قواعد اس مقصد کے لیے بلائی گئی میٹنگ میں اس طرح کی قراردادیں پیش کرنے اور منظور کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں، تو میٹنگ میں حصہ لینے کے حقدار مجلس کے ہر رکن کو نوٹس دیا جانا چاہیے تاکہ وہ شرکت کر سکے اور اپنے خیالات کا اظہار کر سکے۔ الگ سے دی گئی انفرادی منظوریوں کو میٹنگ کی منظوری کے مساوی نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ شامل شدہ ادارہ ان افراد سے مختلف ہوتا ہے جن پر یہ مشتمل ہوتا ہے۔ لہٰذا، ان حالات میں کسی ایک رکن کو بھی مناسب نوٹس دینے میں غلطی اجلاس کو کالعدم قرار دے گی اور اس کے نتیجے میں ان قراردادوں کو کالعدم قرار دے گی جو اس پر منظور ہونے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ لیکن یہ تب ہی ہوتا ہے جب اس طرح کی غیر لچکدار سختی کو شامل کرنے والے آئین کے ذریعے مسلط کیا جاتا ہے۔ حیثیت اس وقت مختلف ہوتی ہے جب رواج کے لحاظ سے یا جسم کی نوعیت کے لحاظ سے یا اس کے آئین اور قواعد کے مطابق زیادہ عرض البلد اور لچک کی اجازت ہوتی ہے۔ ہر معاملے کو اس کے اپنے حقائق سے کنٹرول کیا جانا چاہیے اور کوئی عالمگیر قاعدہ طے نہیں کیا جا سکتا؛ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی جسم میں کچھ چیزیں، جیسے معمول کے معاملات، کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ آسانی سے اور کم رسمی طور پر نمٹایا جا سکے۔ یہ سب جسم کی نوعیت اور اس کے اصولوں پر منحصر ہے۔

موجودہ معاملے میں ایک نہیں بلکہ دو ملاقاتیں ہوئیں۔ دونوں غیر حاضریوں سمیت تمام اراکین کو دونوں اجلاسوں کے مناسب نوٹس جاری کیے گئے۔ واحد عیب یہ ہے کہ جس معاملے سے ہمارا تعلق ہے اسے کسی بھی میٹنگ کے ایجنڈے میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ ہمیں یہاں یہ فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا یہ ہمیشہ کیا جانا چاہیے-ایسے انگریزی معاملات ہیں جو اس بات کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ ہمیشہ ضروری نہیں ہے، مثال کے طور پر دیکھیں کنگ بنام پلسفورڈ ([1])، لا کمپگنی ڈی میویل بنام وائٹلی ([2]) اور پارکر اینڈ کوپر لمیٹڈ بنام ریڈنگ ([3])؛ نیز، موجودہ معاملے میں دونوں نوٹسوں کے ایجنڈے میں ایک آئٹم "دیگر معاملات، اگر کوئی ہوں" تھا۔"لیکن اس میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس معاملے میں ان اراکین نے درحقیقت ایک یا دوسرے اجلاس میں شرکت کی اور اپنے خیالات کا اظہار کیا، انفرادی طور پر نہیں بلکہ اس اجلاس کے اراکین کے طور پر جو اس معاملے پر غور کر رہے تھے؛ اور دونوں مواقع پر اتفاق رائے تھا۔ یہاں تک کہ وکیل کے ذریعے بھروسہ کیے گئے مقدمات میں اٹھائے گئے سخت نظریہ پر بھی اس بات کی نشاندہی کی جاتی ہے کہ مقررہ نوٹس کی کمی کو دیئے گئے حالات میں معاف کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح، اگر کوئی شخص جس پر توجہ نہیں دی گئی تھی اجلاس میں حاضر ہوتا ہے اور بے ضابطگی کو معاف کرتا ہے، تو عیب ٹھیک ہو جاتا ہے؛ اسی طرح جب کوئی شخص وقت پر پہنچنے کے لیے بہت دور ہوتا کہ وہ اجلاس سے پہلے کمیٹی سے بات چیت کر سکے: اس کے بعد نوٹس بھیجنے کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ دیکھیں، رادھا کشن جے کشن بنام میونسپل کمیٹی، کھنڈوا([1]) اور ینگ بنام لیڈیز امپیریل کلب ([5])۔ مادہ شکل سے زیادہ اہم ہے اور اگر قانون کی روح اور مادہ کے ساتھ خاطر خواہ تعمیل ہو تو شکل میں ایک غیر ضروری نقص کو اس بات کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے کہ وہ ایک مناسب اور درست حل ہو۔ تاہم، ہم اپنے رائے کو اس کیس کے حقائق تک محدود رکھتے ہیں جہاں مناسب طریقے سے بلائے گئے اجلاسوں میں بغیر کسی اعتراض کے حقیقی پیشی ہوئی تھی اور جہاں دونوں مواقع پر مکمل اتفاق رائے تھا۔ جب اختلاف رائے کی آواز ہو تو کیا اسی نتیجے پر پہنچنا مناسب ہو گا، ہم یہ کہنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہماری رائے میں، عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ غلط تھا کہ دونوں قراردادیں غلط تھیں۔ ہر ایک کے بارے میں جو کچھ بھی الگ سے سوچا جا سکتا ہے، نقائص، اگر کوئی ہوں، ہمارے خیال میں، ٹھیک ہو جاتے ہیں جب دونوں کو ایک ساتھ پڑھا جاتا ہے اور مجموعی طور پر سمجھا جاتا ہے۔

ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ عدالت عالیہ دوسرے نکتے پر غلط تھی۔ فاضل جج صحیح طور پر یہ مانتے ہیں کہ ایک حکم امتناعی میں عدالت عالیہ خود کو اس اتھارٹی سے اپیل عدالت میں تشکیل نہیں دے سکتی جس کے خلاف اپیل طلب کی گئی ہے، لیکن یہ کہتے ہوئے کہ انہوں نے وہی کیا جو انہوں نے کہا کہ وہ نہیں کر سکتے۔ ایسا لگتا ہے کہ فاضل ججوں نے اس بات پر غور کیا کہ ایسے حقائق کا ہونا کافی نہیں ہے جن سے معقول ذہنوں کے ذریعے افشائی کا جائز اندازہ لگایا جا سکے لیکن اس کے علاوہ اس کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مقدار اور طول و عرض کا ثبوت بھی ہونا چاہیے حالانکہ وہ اس بات کی نشاندہی نہیں کرتے کہ پیمائش کا پیمانہ کیا ہونا چاہیے۔ یہ ایک ایسی تجویز ہے جس پر ہم رضامند نہیں ہو سکتے۔

ہم اس غلطی کو انجام دینے کے لیے تیار نہیں ہیں جس میں عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے خود کو آگے بڑھانے کی اجازت دی اور عدالت مرافعہ کے طور پر ہمارے لئے حقائق کی جانچ پڑتال کریں لیکن عدالت عالیہ نے وائس چانسلر اور سنڈیکیٹ پر جو سختیاں لگائی ہیں ان کے پیش نظر ہم یہ مشاہدہ کرنے پر مجبور ہیں کہ ہمیں نہیں لگتا کہ وہ جائز ہیں۔ یہ سوال فوری تھا اور وائس چانسلر اور سنڈیکیٹ کے ممبران اپنے صوابدید کا استعمال کرتے ہوئے اپنے حقوق کے اندر تھے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ معاملے کو کسی اور طریقے سے نمٹا جا سکتا تھا، جیسا کہ، مثال کے طور پر، فاضل ججوں کے اشارہ کردہ انداز میں، لیکن یہ عدالتوں کا کام نہیں ہے کہ وہ اپنی دانشمندی اور صوابدید کو ان افراد کے لیے تبدیل کریں جن کے فیصلے پر زیر بحث معاملہ قانون کے ذریعے سونپا گیا ہے۔ یونیورسٹی کے حکام نے ایماندارانہ طور پر معقول اور ذمہ دار افراد کے طور پر کام کیا جن کا سامنا ایک فوری صورتحال سے ہوتا ہے جو عمل کرنے کا حقدار ہے۔ ان کے جسم پر ان کے اپنے قابل تھے۔ انہوں نے دوسرے لوگوں کا جائزہ لیا جو ان کی رائے میں اس واقعے پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ انہوں نے خود دونوں کاغذات کا موازنہ کیا اور تقریباً چھ گھنٹے کے غور و فکر کے بعد ایک متفقہ فیصلے پر پہنچے اور پھر انہوں نے اپنی تعداد میں سے ایک کی مدد سے دوسری میٹنگ میں اس معاملے کا نئے سرے سے جائزہ لیا جو پہلے موقع پر موجود نہیں تھا۔ یہ بیان کرنا غلط ہے کہ ان کے عمل کو غیر معقول اور مناسب دیکھ بھال کی کمی کے طور پر بیان کرنا جلد بازی اور غیر منصفانہ ہے۔ یہ یقینی طور پر اس قسم کا معاملہ نہیں ہے جس میں حکم امتناعی کو جاری کرنا چاہیے۔ ہم اس کے مطابق عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔

اب ہم وائس چانسلر کی جانب سے دیے گئے عہد نامے پر آتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے مشاہدہ کیا ہے، سنڈیکیٹ اس نتیجے پر پہنچا کہ افشائی ہوئی ہے اور اس لیے امتحانات منسوخ کر دیے اور نئے امتحانات کا حکم دیا۔ اگر عدالت عالیہ نے قدم نہ رکھا ہوتا تو وہ امتحانات تقریباً ڈھائی سال پہلے منعقد ہو چکے ہوتے اور یہ ممکن ہے کہ اس وقت کامیاب ہونے والے تمام طلباء دوبارہ پاس ہوتے، یا کم از کم

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

ان میں سے بہت سے پاس ہوتے۔ لیکن ہائی کورٹ کے حکم کی وجہ سے امتحانات منعقد نہیں ہو سکے اور یونیورسٹی کو عملی طور پر ہدایت کی گئی کہ وہ پہلے سے ہونے والے امتحانات اور پہلے ہی اعلان کردہ نتائج کو اچھا سمجھیں۔ نتیجہ یہ ہوا ہے کہ پاس ہونے والے طلباء تقریباً ڈھائی سال سے اعلی کلاسوں میں پڑھ رہے ہیں اور امتحانات میں بیٹھ رہے ہیں۔ اگر ہائی کورٹ کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے نتیجے میں جو صورتحال پیدا ہوگی اسے دوبارہ شروع کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان طلباء کو وہیں واپس ڈال دیا جائے گا جہاں وہ ڈھائی سال پہلے تھے اور وہ ان کورسز کو کرنے پر مجبور ہوں گے جن کا وہ پہلے ہی احاطہ کر چکے ہیں۔ اس طرح کی ناانصافی سے بچنے کے لئے ہمیں وائس چانسلر کے وکیل نے ابتدا میں بتایا کہ یونیورسٹی انہیں سزا نہیں دینا چاہتی ہے اور اس لئے ہمیں درخواست گزار کے وکیل کی طرف سے تیار کردہ مندرجہ ذیل حلف نامہ دیا:

"جن طلبا نے اپریل 1951 میں منعقدہ انٹکل یونیورسٹی کا پہلا M.B.B.S امتحان پاس کیا ہے، انہیں اس امتحان میں باضابطہ طور پر پاس سمجھا جائے گا اور انہیں اناٹومی میں دوبارہ حاضر ہونے کی ضرورت نہیں ہوگی۔"

اپیل کی اجازت ہے۔ ہائی کورٹ کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا جاتا ہے اور اس سے پہلے دائر کی گئی درخواست کو مسترد کر دیا جاتا ہے، لیکن بغیر اخراجات۔ اس عدالت میں اخراجات کے بارے میں بھی کوئی حکم نہیں ہوگا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

اپیل گزاروں کے لیے ایجنٹ: راجندر نارائن۔

جواب دہندگان نمبر 1-8، 10-16، 18-23 اور 25-34 کے لیے ایجنٹ: ایس پی ورما۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document